

از عدالتِ عظمیٰ

کمشنر آف انکم ٹیکس

بنام

میسرز آل انڈیائی اینڈ ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ۔

تاریخ فیصلہ: 1 مارچ، 1996

[جے ایس ورما اور بی این کرپال، جسٹس صاحبان]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1922: دفعہ 2(1)۔

آسام لینڈ (ریکوزیشن اینڈ ایکوزیشن) ایکٹ، 1948: دفعات 3، 4، اور 7۔

زرعی آمدنی-زرعی زمین-استدعا-مہاجرین کو فراہم-مہاجرین کی طرف سے کاشتکاری-معاوضے کی رقم-قرار پایا کہ زرعی آمدنی-ٹیکس کے لیے ذمہ دار نہیں۔

مدعا علیہ کی زرعی زمینوں کا مطالبہ آسام لینڈ (ریکوزیشن اینڈ ایکوزیشن) ایکٹ 1948 کے تحت کیا گیا تھا۔ پناہ گزینوں کو قبضے میں لے لیا گیا اور جواب دہندگان کو معاوضے کے طور پر روپے 1,24,638 کی رقم دی گئی۔ مدعا علیہ کا یہ دعویٰ کہ مذکورہ رقم زرعی آمدنی ہے، انکم ٹیکس کے محصولات مستثنیٰ ہے، انکم ٹیکس افسر نے خارج کر دیا۔ اپیل پر اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر نے فیصلہ دیا کہ مذکورہ زمین کا معاوضہ زرعی آمدنی ہے اور اس طرح ٹیکس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ٹریبونل نے اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر کے حکم کو برقرار رکھا اور ایک حقیقت کے طور پر پایا کہ زیر بحث زمین کو مدعا علیہ متعلقہ حساباتی سال میں زرعی مقاصد کے لیے استعمال کر رہا تھا، اور ابتدائی سالوں میں بھی، اور مطالبہ کے بعد بھی مذکورہ زمین پناہ گزینوں کے ذریعے کاشت کی جا رہی تھی۔ اس لیے زمین کی زرعی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ معاوضے کا ذریعہ زمین ہی تھی اور اگرچہ ادائیگی قانونی ذمہ داری کے تحت کی گئی تھی، لیکن یہ وہ ذمہ داری تھی جو براہ راست زرعی

حصول اراضی سے پیدا ہوئی تھی۔ اس لیے معاوضے کی رقم زرعی آمدنی تھی جو انکم ٹیکس کے محصولات سے مستثنیٰ تھی۔ اس لیے ریونیو کی طرف سے یہ اپیل۔

ریونیو کی اپیل کو خارج کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: عدالت عالیہ کا فیصلہ کسی مداخلت کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔ زرعی آمدنی کی تعریف انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 2(1) کے تحت کی گئی ہے۔ موجودہ معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ زمین کے حصول کے بعد بھی پناہ گزین زیر بحث زمین پر زرعی کارروائیاں کر رہے تھے۔ لہذا، دفعہ 2(1) کے تقاضوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمین کو زرعی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ مزید برآں معاوضے میں واضح طور پر کرایہ کی نوعیت تھی یا کسی بھی صورت میں اسے محصول سمجھا جانا چاہیے جو زمین سے حاصل کیا گیا تھا۔ زیر بحث زمین متعلقہ تخمینہ کاری سال کے دوران مدعا علیہ کے پاس رہتی رہی۔ زمین کے حصول کے مطالبے پر اس کا قبضہ لے لیا گیا اور پناہ گزینوں کو قبضے میں لے لیا گیا جس کے لیے مدعا علیہ کو معاوضہ ادا کیا گیا۔ ایک لحاظ سے پناہ گزین قانونی یا لازمی کرایہ دار بن گئے اور زمین کی ظاہری قبضے سے علیحدگی کے لیے، جس پر زرعی سرگرمیاں جاری رہیں، معاوضہ ادا کیا گیا۔ موصول ہونے والی رقم کا براہ راست تعلق مطلوبہ زمین سے ہے جس پر زیر بحث سال کے دوران مہاجرین زرعی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ لہذا، مذکورہ زمین کے پناہ گزینوں کے ذریعہ زرعی مقاصد کے لیے استعمال کے لیے ادا کردہ معاوضے کو صرف زرعی آمدنی سمجھا جاسکتا ہے جو تسلیم شدہ طور پر قابل ٹیکس نہیں ہے۔

پائیدہ سورینارائن مورتی بنام کمشنر انکم ٹیکس، 42 آئی ٹی آر 83؛ سینیر ام ڈونگرمل بنام کمشنر انکم ٹیکس، آسام 42 آئی ٹی آر 392 اور بورڈ آف ایگریکلچرل انکم ٹیکس بنام سندھورانی، اے آئی آر (1957) ایس سی 729، ممتاز شدہ۔

انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال-II بنام آل انڈیا ٹی اینڈ ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ، 117 آئی ٹی آر 525، پراٹھصار کیا۔

پبلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2136، سال 1979۔

کلکتہ عدالت عالیہ کے آئی ٹی آر نمبر 109، سال 1969 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے اے رگھویر، ایس این تردول اور مس لکشمی آئینگر۔

جواب دہندہ کے لیے املان گھوش۔

عدالت کا فیصلہ کیرپال، جسٹس نے سنایا۔

اس اپیل میں غور کے لیے واحد سوال یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ کو اس کی زرعی آراضی پر موصول ہونے والا معاوضہ، جس کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، انکم ٹیکس کے محصولات مستثنیٰ تھا یا نہیں۔

مدعا علیہ ایک کمپنی ہے جس کے آسام میں چائے کے باغات ہیں۔ پناہ گزینوں اور دیگر بے زمین افراد کو جگہ دینے کے لیے، آسام قانون سازیہ نے آسام لینڈ (ریکوزیشن اینڈ ایکوزیشن) ایکٹ، 1948 (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا جاتا ہے) منظور کیا۔ اس ایکٹ کے دفعہ 3 میں زمین کے حصول کے لیے التزام کیا گیا ہے اور دفعہ 4 کے مطابق مطلوبہ زمین کو اس انداز میں استعمال کیا جاسکتا ہے یا اس سے نمٹا جاسکتا ہے جو ریاستی حکومت کو مناسب لگے۔ ضروری اطلاع کے بعد ریاستی حکومت بھی زمین حاصل کر سکتی ہے۔ ایکٹ کا دفعہ 7 زمین کے استدعا/یا حصول کے معاوضے کے تعین کے اصولوں کو متعین کرتا ہے۔ دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے کہ جہاں کسی زمین کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو ایسی زمین میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کو ایسا معاوضہ ادا کیا جانا چاہیے جس پر دلچسپی رکھنے والے شخص اور کلکٹر کے درمیان تحریری طور پر اتفاق ہو۔ مطالبہ کی مدت کے دوران زمین کو ہونے والے کسی بھی نقصان کے سلسلے میں معاوضہ بھی قابل ادائیگی ہے۔ معاوضے کی زیادہ سے زیادہ رقم جو قابل ادائیگی ہو سکتی ہے بھی مقرر کی گئی ہے۔

مدعا علیہ کی زمینیں سنگرمیماری میں تھیں اور جنوری اور مئی 1949 میں ایکٹ کی دفعہ 3(1) کے تحت ان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ کو معاوضے کے طور پر 1,24,638 روپے ملے۔

تخمینہ کاری کے سال 1958-59 کے دوران مدعا علیہ کا دعویٰ، جس سے ہم اس اپیل میں فکر مند ہیں، یہ تھا کہ موصولہ معاوضے کی رقم کو انکم ٹیکس مستثنیٰ تھا کیونکہ یہ رقم مدعا علیہ کی زرعی آمدنی کی نمائندگی کرتی تھی۔ انکم ٹیکس افسر نے یہ دعویٰ قبول نہیں کیا۔ تاہم، اپیل پر، اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر نے پایا کہ مدعا علیہ مطالبے کے وقت اور اس سے پہلے بھی مطلوبہ زمین کو زرعی مقاصد کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ اس لیے انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ مدعا علیہ کو موصول ہونے والا معاوضہ اس کی زرعی آمدنی ہے اور اس لیے ٹیکس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اس کے بعد محکمہ نے ٹریبونل

کے سامنے اپیل دائر کی، لیکن کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر کے حکم کو برقرار رکھتے ہوئے ٹریبونل نے ایک حقیقت کے طور پر پایا کہ مطالبے کے بعد آسام کی حکومت نے وہ زمین پناہ گزینوں کو دے دی تھی جنہوں نے کاشتکاری جاری رکھی تھی۔ دوسرے لفظوں میں، ٹریبونل کی حقیقت کا نتیجہ یہ تھا کہ زیر بحث زمین کو مدعالیہ متعلقہ حساباتی سال میں زرعی مقاصد کے لیے استعمال کر رہا تھا، اور ابتدائی سالوں میں بھی، اور مطالبہ کے بعد بھی مذکورہ زمین پناہ گزینوں کے ذریعے کاشت کی جا رہی تھی۔ اس لیے زمین کی زرعی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے مقدمہ بیان کرنے کے لیے انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 66 (1) کے تحت درخواست دائر کی لیکن اسے خارج کر دیا گیا۔ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 66 (2) کے تحت اس کی درخواست کی اجازت دی گئی اور ٹریبونل نے اس معاملے کو بیان کیا اور قانون کے درج ذیل سوال کو عدالت عالیہ کو بھیج دیا:

"چاہے حقائق پر اور مقدمے کے حالات میں، ٹریبونل کا یہ فیصلہ درست تھا کہ 1,24,638 روپے کی رقم ٹیکس مستثنیٰ ہے۔"

عدالت عالیہ نے مدعالیہ کے حق میں قانون کے مذکورہ سوال کا جواب دیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ معاوضے کا ذریعہ زمین ہی تھی اور اگرچہ ادائیگی قانونی ذمہ داری سے ادا کی گئی تھی، تاہم یہ وہ ذمہ داری تھی جو براہ راست زرعی حصول اراضی سے پیدا ہوئی تھی۔ اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ایکٹ کے تحت ادا کی جانے والی معاوضے کی رقم زرعی آمدنی تھی اور اس لیے اسے ٹیکس مستثنیٰ ہے۔

لہذا، عدالت عالیہ نے اجازت دے دی، اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے دعویٰ کیا ہے کہ زرعی حصول اراضی کے لیے ادا کیا گیا معاوضہ زرعی آمدنی نہیں تھی اور یہ ٹیکس کا ذمہ دار تھا۔

اس دلیل کی حمایت میں، فاضل وکیل نے پیدہ سور یہ نارائن مورتی بنام انکم ٹیکس کمشنر، 42 آئی ٹی آر 83 کے معاملے میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے فیصلے پر انحصار کیا۔ ہماری توجہ سینارام ڈونگر میل بنام ریاست آسام، اے آئی آر (1953) آسام 65 کے معاملے میں آسام عدالت عالیہ کے فیصلے کی طرف بھی مبذول کرائی گئی جو کہ آسام زرعی انکم ٹیکس کے تحت پیدا ہونے والا معاملہ تھا

اور اس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ فیکٹری اور چائے کی ریاست کی کچھ دیگر عمارتوں کے حصول پر موصول ہونے والا معاوضہ زرعی آمدنی کی نمائندگی نہیں کرتا ہے۔

ہماری رائے میں عدالت عالیہ کا فیصلہ کسی مداخلت کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔ زرعی آمدنی کی تعریف انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 2(1) کے تحت کی گئی ہے اور اس کا متعلقہ حصہ مندرجہ ذیل ہے:

"زرعی آمدنی کا مطلب ہے:

(1) زمین سے حاصل ہونے والا کوئی کرایہ یا محصول جو زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور یا تو قابل ٹیکس علاقے میں زمینی محصول کے لیے اس شخصہ لگایا جاتا ہے یا حکومت کے افسران کے ذریعے اس طرح کی مقامی شرح کے تحت اس کا تعین اور جمع کیا جاتا ہے۔"

موجودہ معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ زمین کے حصول کے بعد بھی پناہ گزین زیر بحث زمین پر زرعی کارروائیاں کر رہے تھے۔ لہذا، انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 2(1) کے تقاضوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمین کو زرعی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ واحد سوال جس پر غور کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا معاوضے کی جو رقم موصول ہوئی تھی اسے کرایہ یا محصول سمجھا جاسکتا ہے جسے زمین سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہماری رائے میں مذکورہ سوال کا جواب واضح ہے۔ زیر بحث زمین متعلقہ تخمینہ کاری سال کے دوران مدعا علیہ کے پاس رہتی رہی۔ زمین کے حصول کے مطالبے پر اس پر قبضہ کر لیا گیا اور پناہ گزینوں کو قبضے میں لے لیا گیا جس کے لیے مدعا علیہ کو معاوضہ ادا کیا گیا۔ ایک لحاظ سے پناہ گزین قانونی یا لازمی کرایہ دار بن گئے اور زمین کی ظاہری ملکیت سے علیحدگی کے لیے، جس پر زرعی سرگرمیاں جاری رہیں، معاوضہ ادا کیا گیا۔ اس معاوضے میں واضح طور پر کرایہ کی نوعیت تھی یا کسی بھی صورت میں اسے وہ محصول سمجھا جانا چاہیے جو زمین سے حاصل کیا گیا تھا۔ اگر مدعا علیہ نے رضاکارانہ طور پر زمین پٹہ پر دی ہوتی اور اسے پٹہ کے طور پر 1,24,638 روپے کی رقم موصول ہوتی، تو یہ قابل ٹیکس نہیں ہوتا کیونکہ یہ تسلیم شدہ طور پر زرعی آمدنی ہوتی۔ اس معاملے میں جو ہوا وہ یہ تھا کہ پناہ گزینوں کو رضاکارانہ طور پر یہ زمین کرائے پر دینے کے بجائے مذکورہ زمین ریاست آسام کی طرف سے منظور کیے جانے والے مطالبے کے حکم سے انہیں دی گئی ہے۔ موصول ہونے والی رقم کا براہ راست تعلق مطلوبہ زمین سے ہے جس پر زیر بحث سال کے دوران مہاجرین زرعی

سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اور اس رقم کو زرعی آمدنی کے طور پر ماننا ہوگا جیسا کہ انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 2(1) میں بیان کیا گیا ہے۔

سوریہ نارائن مورتی کے معاملے (اوپر) میں فیصلہ واضح طور پر ممتاز ہے کیونکہ اس معاملے میں حقائق یہ تھے کہ زرعی آراضی کو ڈیننس آف انڈیا ایکٹ 1939 کے تحت فوجی مقاصد کے لیے طلب کیا گیا تھا اور اس کے سلسلے میں معاوضہ ادا کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ فوجی حکام نے زمینوں پر زرعی کارروائیاں نہیں کی تھیں، اس لیے مشخص الیہ کو موصول ہونے والا معاوضہ زرعی آمدنی نہیں تھی۔ تاہم، موجودہ معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ جن پناہ گزینوں کو زمینیں فراہم کی گئی تھیں، انہوں نے زرعی کارروائیاں کیں۔ اس لیے معاوضے کو زرعی آمدنی سمجھنا چاہیے۔ سینیرم ڈونگرمل بنام کمشنر انکم ٹیکس، آسام، 42 آئی ٹی آر 392 میں، دفاعی مقاصد کے لیے عمارتوں کا مطالبہ کیا گیا تھا اور چائے کی تیاری بند کر دی گئی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا عمارت کے حصول کے لیے موصول ہونے والا معاوضہ آمدنی کے طور پر قابل ٹیکس ہے۔ یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ مشخص الیہ نے اپنی فیکٹری اور دیگر عمارتوں کے مطالبے کے بعد کوئی کاروبار نہیں کیا اور اس لیے موصول ہونے والی رقم کو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت قابل ٹیکس منافع اور کاروبار کے فوائد کے طور پر نہیں مانا جاسکتا۔ یہ فیصلہ اپیل گزار کے لیے کوئی مددگار نہیں ہو سکتا کیونکہ موجودہ معاملے میں مدعا علیہ نے اپنی کاروباری سرگرمیاں جاری رکھی ہیں۔ مزید برآں، جبکہ سینارام ڈونگرمل کے معاملے (اوپر) میں جس چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا وہ فیکٹری اور عمارتیں تھیں، تاہم موجودہ معاملے میں یہ زرعی آراضی ہے جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

دوسرے فیصلے پر اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے انحصار کیا یعنی؛ بورڈ آف ایگریکلچرل انکم ٹیکس بنام سندھورانی، اے آئی آر (1957) ایس سی 729 کا بھی اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اس معاملے میں جو سوال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ کرایہ دار کی طرف سے زمیندار کو ادا کی جانے والی "سلامی" کو زرعی آمدنی سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ یہ مانا گیا کہ "سلامی" نہ تو کرایہ تھی اور نہ ہی محصول۔ لیکن موجودہ معاملے میں ہمیں "سلامی" کی ادائیگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ معاملہ زمین کے حصول کے معاوضے کی ادائیگی سے متعلق ہے جو کرایہ دار کی طرف سے "سلامی" کی ادائیگی سے بہت مختلف ہے۔ سینارام ڈونگرمل کے معاملے (اوپر) میں آسام عدالت عالیہ کا فیصلہ، جو آسام

زرعی انکم ٹیکس ایکٹ سے متعلق ہے، ایک بار پھر متعلقہ نہیں ہے کیونکہ وہ معاملہ مشخص الیہ کی فیکٹری اور عمارتوں کے حصول سے متعلق ہے نہ کہ کسی زرعی آراضی سے۔

اختتام سے پہلے ہم نوٹ کر سکتے ہیں کہ مدعا علیہ کی زمین جس کا مطالبہ کیا گیا تھا بعد میں ریاست آسام نے حاصل کی تھی اور معاوضہ ادا کیا گیا تھا۔ انکم ٹیکس کمشنر میں، مغربی بنگال-II بنام آل انڈیائی اینڈ ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ، 117 آئی ٹی آر 525 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ زیر بحث زمین زرعی آراضی تھی جسے زرعی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا، اس کے حصول کے بعد بھی، اس کے حصول پر ادا کی جانے والی معاوضے کی رقم 'سرمایہ منافع' کے عنوان کے تحت قابل ٹیکس نہیں تھی کیونکہ مذکورہ زمین سرمایہ اثاثہ نہیں تھی۔ اس لیے یہ واضح ہے کہ کسی بھی وقت یا کم از کم اس کے حصول تک زمین نے زرعی آراضی کا اپنا کردار نہیں کھویا۔ لہذا، مذکورہ زمین کے پناہ گزینوں کے ذریعہ زرعی مقاصد کے لیے استعمال کے لیے ادا کردہ معاوضے کو صرف زرعی آمدنی سمجھا جاسکتا ہے جو تسلیم شدہ طور پر قابل ٹیکس نہیں ہے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر، عدالت عالیہ کے فیصلے کی توثیق کی جاتی ہے اور اپیل کو اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

ریونیو کی اپیل خارج کر دی گئی۔